مطبوعات

پستالوزی کا فلسفۂ تمدن و تعلیم | تالیف ڈاکٹر عبدالحمید صاحب زبیری - بی - اے (جامعہ) ایم - اے - پی - ایچ - ڈی ضخامت ۲۱۶ صفحات، قیمت عہ - ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ دہلی

پستالوزی جرمنی کا مشہور ماہر تعلیم اور فلسفی گذرا ہے، جو فلسفۂ تعلیم، فلسفۂ تمدن اور فلسفۂ مذہب میں سے ہر ایک کے متعلق اپنا مخصوص نظریہ رکھتا تھا اور جس کے تعلیمی فلسفہ نے دنیائے تعلیم میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔ اس نے بچے کی فطرت کا نہایت گہرا مطالعہ کیا تھا اور اس کے ساتھ چونکہ وہ ایک سلیم الطبع اور مذہبی آدمی تھا اس لیے اُس کی مخلصانہ عرق ریزیوں نے بچوں کی تعمیر و تربیت میں گرانقدر خدمات انجام دیں -

ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس تصنیف میں اٹھارھویں صدی کے اسی فلاسفر کے افکار و خیالات پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے - پہلے تو دکھایا ہے کہ جس ماحول میں وہ پیدا ہوا تھا اس کے نفسی عوامل کیا تھے اور ان نفسی عوامل کا اور اس وقت کی مذہبی اور تمدنی تحریکات کا اس کے قوائے فکر و عمل پر کیا اثر پڑا۔ اس کے بعد مختصراً اس کے سوانح حیات بیان کیے گئے ہیں - اور پھر تفصیل کے ساتھ اس کے، تعلیم، تمدن، مذہب اور سیاست کے متعلق خیالات پر بحث کی گئی ہے -

مؤلف موصوف مغرب کے مذہبی احساس کے متعلق بہت خوش گمان معلوم ہوتے ہیں اور اسکی تمام تحریکات و نظریات حتیٰ کہ نظریۂ ارتقاء تک میں وہ گہرے مذہبی تصور" کا جلوہ دیکھتے ہیں - ممکن ہے انفرادی حیثیت سے یہ مذہبی تصور کسی کسی دماغ میں موجود ہو مگر جہانتک عملی اور

تمدنی مظاہر کا تعلق ہے اس خوش گمانی کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی ۔

افکارِ عصریہ تالیف چارلس ارگیبن، ایف - آر - ایس - ای - ترجمہ محمدؐ نصیر احمدؐ صاحب عثمانی نیوتنوی (علیگ) - ضخامت ڈھائی سو صفحات، قیمت عہ/۱۲ دار المصنفین اعظم گڈھ سے طلب کی جائے

اس کتاب میں سائنس کے ایسے مختلف مسائل سے بحث کی گئی ہے جو طبیعات میں اصول کی حیثیت رکھتے ہیں، مثلاً اشیا کس چیز سے بنی ہیں، جوہر کا مادہ ترکیب کیا ہے، برق، ایثر، مقناطیسیت اور انرجی کیا چیزیں ہیں، نور کیا ہے، تجاذب کسے کہتے ہیں، برق مثبت کی کیا حقیقت ہے، ریڈیم کیا شئے ہے وغیرہ۔ مصنف نے ان تمام بڑے بڑے مباحث کو، جن میں سے ہر ایک بجائے خود مستقل تصنیفیں چاہتا ہے بڑی چھان بین کے ساتھ مختصر لفظوں میں بیان کر دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ سائنس کے خشک مسائل کو حتی الامکان دلچسپ انداز میں بیان کریں۔ جو لوگ اس فن کی موٹی موٹی اور ان گنت کتابوں کے مطالعہ کے لیے وقت نہیں نکال سکتے ان کے لیے یہ کتاب ایک بیش بہا نعمت ہے۔ وہ اسے بہت زیادہ مفید پائینگے۔ مترجم نے ترجمہ کا حق بھی خوب ادا کیا ہے۔ لیکن ضرورت ہے کہ سائنس کی جو جدید اختراعات اور نظریات پیدا ہوتے جائیں سلسلہ وار انھیں اردو میں منتقل کیا جاتا رہے۔ آج صورتِ حال یہ ہے کہ ہر سال بلکہ ہر مہینے نگاہِ تحقیق کے سامنے نئے نئے راز کھلتے جا رہے ہیں نیز یہ دیکھا جا رہا ہے کہ جو چیز کل تک اصول مسلمہ میں شمار ہوتی تھی آج غلط اور بے بنیاد ثابت ہو جاتی ہے ۔

حاجی لق لق کے افسانے حاجی لق لق لاہور کے مشہور ظرافت نگاروں میں ہیں - یہ کتاب انھیں کے چوبیس مزاحیہ افسانوں کا مجموعہ ہے، جن میں سے بعض بعض تو نہایت ہی دلچسپ ہیں، جن کے پڑھنے سے زندگی کے افکار تھوڑی دیر کے لیے تو ضرور بھول جاتے ہیں - لکھائی چھپائی بہت اچھی ہے، ۱۲/ میں مکتبہ اردو، لاہور سے مل سکتی ہے ۔

رازونیاز | نتیجۂ فکر جناب حکیم حبیب احمدؐ صاحب اشعر دہلوی۔ ضخامت ۴۸ صفحے، چھوٹی تقطیع قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پتہ: دائرۃ الادب، محلہ رودگران۔ دہلی۔

اشعر صاحب کی غزلوں کا یہ چھوٹا سا گل دستہ سادگی کے ساتھ شوخی اور پرکاری کی چاشنی بھی رکھتا ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ مختصر سا دیوان شاعر کی قادر الکلامی اور "اشعریت" کا گواہ ہے لیکن کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہمارے نوجوان شعراء ارباب "چشم سحرکار" کی "فسوں طرازیوں" کو بھول کر اپنے ذہن کی عمدہ صلاحیتوں کو تعمیر ملت کے مفید تر کاموں میں صرف کریں؟ ادب اور شعریت کی مثال قند سفید کی سی ہے۔ اس سے مٹھائی تیار کرکے محض ذائقہ کی لذت کا سامان بھی فراہم کیا جاسکتا ہے اور اسے کڑوی کسیلی دواؤں کے ساتھ ترکیب دیکر خوش ذائقہ معجون بھی بنائی جاسکتی ہے تاکہ جسم و جان کو طاقت بھی بخشے اور اپنی شیرینی سے کام و دہن کی لذت طلبی کو بھی مطمئن کردے۔

دھلی | تالیف محمود علی صاحب جامعی۔ ضخامت ۴۶ صفحات۔ قیمت ۴ر۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ دھلی۔

یہ کتاب بچوں کے لیے لکھی گئی ہے جس میں انھیں دلی کی مختصر تاریخ اور اس کا جغرافیہ سمجھایا گیا ہے۔ تاریخی مقامات کے نقشے اور مشہور عمارتوں کے فوٹو بھی دیدیے گئے ہیں۔ بچے اس کتاب کو بڑی دلچسپی سے پڑھیں گے اور گھر بیٹھے دلی کی سیر کریں گے۔

رسولؐ پاک | تالیف عبدالواحد صاحب سندھی جامعی۔ ضخامت ۱۶۵ صفحات، قیمت ۸ر ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ۔ دھلی۔

یہ کتاب بھی بچوں کے لیے لکھی گئی ہے جس میں ان کے ہادی اور پیشوا (علیہ السلام) کی سیرت پاک سے سلیس اور دل نشین پیرایہ میں انھیں روشناس کرایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ بچوں کو زندگی کے میدان میں جس ذات کے اسوۂ عمل کی پیروی کرنی ہے وہ ذات کونسی تھی

کیسی تھی، اور اس نے برائیوں اور دکھوں کے نیچے دبی ہوئی مظلوم انسانیت کو کیا دیا؟

یہ کتاب اگر اسلامی مدارس کے ابتدائی درجوں میں پڑھائی جائے تو مفید ثابت ہوگی اور پوری توقع ہے کہ بچوں کی سادہ اور معصوم فطرت پر رسول اللہ کی حقیقی عظمت اور محبت کا نقش اچھی طرح بیٹھ جائیگا۔

کتاب میں ایک جگہ فاضل مؤلف کے قلم سے ایک قابلِ اصلاح بات نکل گئی ہے۔ رسول اللہ کا بڑھیا سے یہ فرمانا کہ "بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائینگی" اور پھر بڑھیا کے اظہارِ اضطراب کے بعد یہ فرمانا کہ "خدا ہر شخص کو جنت میں جوان کر کے بھیجے گا" محض آپ کے ذاتی علم الٰہی پر مبنی تھا قرآن سے آپ نے حوالہ دیکر نہیں فرمایا تھا، کیونکہ قرآن میں تو اس امر کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

ادب لطیف کا ڈراما نمبر ادب لطیف، لاہور کا مشہور اور بلند پایہ ادبی ماہنامہ ہے زیر تبصرہ پرچہ اس کا ڈراما نمبر ہے جس میں متعدد معیاری ڈراموں کے علاوہ ڈرامہ نگاری کی تاریخ اور اس کے فن پر بہترین مقالات موجود ہیں۔ ڈرامے ہر قسم کے ہیں، مختصر بھی، طویل بھی، منظوم بھی، منثور بھی، طبعزاد بھی، مترجم بھی۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ یہ نمبر پرچے کے محترم مدیر کی بڑی تیاریوں اور کامیاب فنی خدمتوں کا نتیجہ ہے۔ دو سو سے زائد صفحات کا یہ ضخیم نمبر مکتبہ اردو، لاہور سے صرف ۱۲ؔ میں مل سکتا ہے۔

مسیح الملک مرتبہ حکیم محمد مظہر الدین صاحب اجملی۔ ضخامت ۶۰ صفحات، شرح چندہ عہ سالانہ۔ ملنے کا پتہ: دفتر مسیح الملک۔ قرولباغ۔ دہلی۔

یہ ایک طبی ماہنامہ ہے جو چند ماہ سے نکل رہا ہے۔ اس کے اندر دلی و بیرون دلی کے مستند اطبا کے طبی مقالے سادہ اور عام فہم زبانوں میں شائع ہو رہے ہیں اپنی صحت کی حفاظت ہر انسان پر واجب ہے، لیکن ہر شخص طب اور حکمت کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتا، اس لیے اس قسم کے رسالے جو ہماری اپنی ملکی زبان میں شائع ہوتے ہیں، عام لوگوں کو ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

بقیہ مضمون صفحہ ۹۲ کے مطابق جمہوری نظام حکومت قائم کیا گیا، وہاں وہ نہ صرف یہ کہ ناکام ہوا، بلکہ اکثر مواقع پر اپنے ساتھ ملک کی آزادی کو بھی لے کر ڈوب گیا۔ ہر جگہ ساون کے اندھوں نے اس امر واقعی کو جانتے بوجھتے نظر انداز کیا کہ انکے ملک میں کئی قومیں بستی ہیں، اور محض ایک جغرافی رقبہ میں رہنے کی وجہ سے پوری آبادی کو ایک نیشن قرار دے کر جمہوریت کے وہ اصول نافذ کر دیے جو صرف ایک قوم ہی کے لیے موزوں ہو سکتے ہیں۔ لیکن تجربہ نے بتا دیا کہ ساون کا اندھا جس حقیقت کی طرف سے آنکھیں بند کرتا ہے وہ آخر کار بہت تلخ حقیقت بن کر ایسے وقت میں اسکی آنکھوں کو زبردستی کھولتی ہے جبکہ بسا اوقات آنکھیں کھلنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پس کانگریس کے لیڈروں میں اگر کوئی ہوشمند، دانا و بینا آدمی موجود ہے تو میں اس سے کہوں گا کہ جمہوریت کے اس غیر حقیقی اور ثابت شدہ غلط نظریہ کو اپنے دماغ سے نکال دو، اور اُن پرانے خیالات کے بجائے، جن کو برسوں پہلے تم نے اپنے انگریز استادوں سے مستعار لیا تھا، نئے تجربات اور عقلِ عام کی روشنی میں ایک نیا نظام بنانے کی فکر کرو۔ اسی میں تمہاری اور ہندوستان کی خیر ہے۔ ورنہ یا تو آزادی وطن کا خواب تعبیر نکلنے سے پہلے ہی پریشان ہو جائیگا، یا حسن اتفاق سے تعبیر نکل بھی آئی تو "اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند" والا معاملہ ہوگا۔

کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ برطانوی حکومت سے تو تم انصاف اور راستی کا مطالبہ کرتے ہو مگر خود بے انصافی اور ناراستی پر مصر ہو۔ اگر انگریز قوم کو ہندوستان کی مرضی کے خلاف اس پر حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے تو ہندو قوم کو اس ملک کے غیر ہندو لوگوں پر اُنکی مرضی کے خلاف حکمراں ہونے کا کیا حق ہے؟ محض تعداد میں کثیر ہونا اس بات کو حق بجانب نہیں کر دیتا کہ جو لوگ تم سے تعداد میں کم ہیں اُن پر تمہاری مرضی مسلط ہو۔ یہ چیز جمہوریت کے بنیادی تصور کے منافی ہے۔

جس لعنت میں اس کا نام جمہوریت رکھا گیا ہے وہ جلا دینے کے قابل ہے - بہتر ہے کہ تم خود اپنے ہاتھ سے اسکو جلادو، ورنہ زمانہ خود اس میں آگ لگا دیگا اور اسکی پرواہ نہ کریگا کہ جو ہاتھ اس لعنت کو پکڑے ہوئے ہے وہ آنچ سے محفوظ رہتا ہے یا نہیں -

عقل، انصاف اور راستی کا تقاضا یہ ہے اور یہی صحیح جمہوریت بھی ہے کہ ہندوستان میں بین الاقوامی وفاق کے اصول پر ایک ایسا جمہوری نظام بنایا جائے جس میں کسی قوم کی حیثیت "محفوظ اقلیت" کی نہ ہو بلکہ اسٹیٹ کے حصہ دار کی ہو، ہر قوم کو اپنے اندرونی معاملات کی تنظیم کے لیے حکومت کے اختیارات خود استعمال کرنے کا حق دیا جائے، اور وفاقی اسٹیٹ کا دائرۂ اثر صرف اُن معاملات تک محدود رہے جو سب قوموں کے مشترک مفاد سے تعلق رکھتے ہیں - میں نے اس نئے تخیل کو اپنی کتاب "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" حصہ دوم میں صفحہ ۳۱۲ سے ۳۷۱ تک کافی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے، لہٰذا یہاں اسکو دُہرانے کی ضرورت نہیں - میں کانگریس کے لیڈروں کو بھی اسکی طرف توجہ دلاتا ہوں، اور مسلم لیگ کے لیڈروں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم اس نازک موقع پر غلط طریقوں سے مسلمانوں کی نمائندگی نہ فرمائیے، بلکہ ایک معقول اور منصفانہ بنیاد پر معاملات کو اس طرح طے کرنے کی کوشش کیجیے کہ مسلمان اور ملک کی دوسری قلیل التعداد قوموں کو ان کے جائز حقوق بھی مل جائیں اور وہ آزادی وطن کی راہ کا روڑا بھی نہ بننے پائیں -

---

ہندوستان کے تنگ حدود سے باہر دنیا کے وسیع عرصۂ کارزار میں موجودہ جنگ نے ایک اور اہم مسئلہ بھی پیدا کر دیا ہے جو مسلمانوں کو دعوتِ فکر و عمل دے رہا ہے - اس وقت دنیا میں مسابقت اور کشمکش درحقیقت قوموں کے درمیان نہیں بلکہ فلسفۂ زندگی اور اصولِ اجتماع کے مختلف نظریات

(آئیڈیالوجیز) کے درمیان ہے۔ ایک طرف سرمایہ دارانہ جمہوریت ہے۔ دوسری طرف فاشزم اور نازی ازم ہے۔ تیسری طرف کمیونزم ہے۔ یہ تینوں دنیا کی حکمرانی کے لیے برسرپیکار ہیں۔ اگرچہ سردست ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موخر الذکر دو طاقتوں نے پہلی طاقت کو شکست دینے کے لیے باہم ساز باز کرلیا ہے، مگر یہ امر یقینی ہے کہ بعد میں خود ان کے درمیان بھی ایک فیصلہ کن کشمکش ہوگی۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آخر کار کس نظریہ کو غلبہ نصیب ہوگا۔ اس خوفناک طوفان میں اُن قوموں کے لیے بقاو ثبات کا کوئی امکان نظر نہیں آتا جن کے پاس قومیت کے سوا کچھ نہیں ہے، جو کوئی ایسی آئیڈیالوجی نہیں رکھتیں جسے لیکر وہ دنیا پر چھا جانے کے عزم کے ساتھ اٹھ سکیں۔ ایسی قومیں خواہ کتنے ہی مضبوط قلعے اپنے گرد تعمیر کرلیں، بہرحال یہ طوفان انکے قلعوں کو بہالے جائیگا اور اسکے مقابلہ میں انکے پاؤں نہ جم سکینگے۔

بدقسمتی سے تمام مسلمان قومیں، خواہ وہ آزاد ہوں یا محکوم، اس وقت قومیت کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ٹرکی، ایران، مصر، عراق، افغانستان، سب اپنی اپنی قومی مملکتوں کے اندر دروازے بند کیے بیٹھے ہیں، اور ان کو صرف اپنے حدود قومی کے تحفظ کی فکر ہے۔ ہندوستان اور دوسرے محکوم ممالک کے مسلمان بھی اپنے قومی مفاد کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ حالت اگر یونہی برقرار رہی تو اندیشہ ہے کہ آخر کار ان لڑنے والے اِزموں میں سے کوئی فتح یاب اِزم تمام یا اکثر اسلامی ممالک میں سیلاب کی طرح گھس آئیگا اور ان کا وہی حشر ہوگا جو روسی ترکستان کا ہو چکا ہے۔ کاش کوئی ذریعہ ایسا ہو کہ خود فراموش مسلمانوں کو پھر یاد آجائے کہ ان کے پاس بھی ایک آئیڈیالوجی موجود ہے جو دنیا کو فتح کرنے کی طاقت رکھتی ہے، جو دنیا میں آئی ہی اس لیے تھی کہ اُس پر چھا جائے اور اس پر فرمانروائی کرے۔ "مسلمان" کے نام سے ایک بین الاقوامی جماعت بنائی ہی اسلیے گئی تھی کہ وہ اس آئیڈیالوجی کو لیکر اٹھے اور زمین کی ساری پہنائیوں پر محیط ہو جائے۔

اب کہ دنیا قوموں اور سلطنتوں کی لڑائی سے ہٹ کر خود بخود نظریات و افکار کی لڑائی پر آ گئی ہے، مسلمان کے لیے موقع ہے کہ اپنے نظریات و افکار کو لے کر میدان مقابلہ میں بڑھے۔ اس بنیاد پر اگر وہ لڑیگا تو خواہ ٹینک اور ہوائی جہاز ایک مرتبہ اسکی ساری زمینوں کو برباد اور اس کی آبادیوں کو تہس نہس ہی کیوں نہ کر دیں، بہرحال جب تک دنیا میں ایک مسلمان بھی زندہ ہے اسکے لیے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ آخرکار بازی جیت کر رہیگا۔ لیکن آئیڈیالوجی کی بنیاد چھوڑ کر نری قومیت کی بنیاد پر لڑنے کی صورت میں کوئی توقع نہیں کہ اس کے قدم اُن طاقتوں کے مقابلہ میں ٹھیر سکینگے جنہوں نے اٹھارہ دن کے اندر پولینڈ جیسی ایک جدید یورپین سلطنت کو صفحہ دنیا سے محو کر کے رکھ دیا۔ مسلمانوں کے پاس لے دے کر جو تین چار آزاد حکومتیں موجود ہیں انکی مجموعی طاقت بھی شائد پولینڈ کے برابر نہیں ہے۔

ہماری ایجنسیاں

رسالہ ترجمان القرآن اور اس دفتر کی جملہ مطبوعات ذیل کے پتوں سے آپ حاصل کر سکتے ہیں

حیدرآباد: سید مختار محمد صاحب۔ کارخانہ نمک لاجواب بالمقابل معظم جاہی مارکیٹ۔ حیدرآباد دکن۔

دھلی: ہیلتھ اینڈ ایفیشنسی پبلیکیشنز۔ نئی دھلی۔

لاہور: (۱) محمد عمر خاں۔ کالج بک اسٹال۔ کچہری روڈ لاہور

(۲) قومی کتب خانہ۔ ریلوے روڈ۔ متصل اسلامیہ کالج۔ لاہور۔

(۳) مولوی محمد صادق۔ نیوز پیپر ایجنٹ۔ بیرون موچی دروازہ۔ لاہور۔

منیجر رسالہ ترجمان القرآن۔ لاہور